بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وصحبه ومن سار على نهجه إلى يوم الدين ، وسلم تسليماً كثيراً ، أما بعد ، فأسأل الله تعالى أن ينضر وجوهنا بتعلم سنة النبي صلى الله عليه وسلم وينضر وجوهنا برؤيته تبارك وتعالى في الدار الآخرة،

الدرس الأول من دروس شرح نخبة الفكر ضمن برنامج دورة تأهيل الدعاة

مقدمات في مصطلح الحديث

مصطلح الحديث كي تعريف:

علم بأصول وقواعد يعرف به أحوال السند والمتن من حيث القبول والرد (ایسے اصول و قواعد کا علم جس سے قبول یا رد کرنے کے لحاظ سے سند اور متن کے حالات معلوم کیے جائیں.

معنى المصطلح : مصطلح کا معنی ہر وہ کلمہ جس کا اس علم سے متعلقہ علماء کے ہاں متفقہ طور پر مخصوص معنی ہو .

الحديث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا: قول، فعل، اقرار یا صفت ہے .

علم الحديث: وہ علم جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور احوال معلوم کیے جائیں.

علم الحديث كي دو قسمين هين:

(1) حديث كي روايت كا علم : جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال روایت کرنا اور ان روایات کے الفاظ پر نظر رکھنا، جس کا تعلق حدیث کے متن سے ہے، یعنی: مرفوع، موقوف، مقطوع، اور حدیث کے الفاظ کی معرفت حاصل کرنا. نقل وحفظ کا اہتمام کرنا.

(2) علم الحديث دراية : جس میں حدیث کی سند اور متن کے حالات معلوم کرنا، آیا کہ وہ مقبول ہے یا مردود، اور حدیث کی علتیں (کمزوریاں) معلوم کرنا، اور راویوں کے حالات کا علم حاصل کرنا، اور اس کے احکام کا رکھنا.

دعوت إلى الله كے ليے مصطلح الحديث كي ضرورت:

الداعی إلی اللہ کی حیثیت مبلغ عن اللہ و عن رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے، جس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جس بات کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف منسوب کرتا ہے اس پر یقین واعتماد ہو، کہیں **{ومن اظلم ممن افترى على الكذب}** اور **(وأن تقولوا على الله ما لا تعلمون}** اور **(من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار)** (متفق عليه) کے زمرہ میں نہ آجائے،

امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں روایت کرتے ہیں: نبی - صلی اللہ علیہ وسلم - نے فرمایا ہے : **(مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ).** (جو شخص مجھ سے ایسی حدیث روایت کرتا ہے جو جھوٹي معلوم ہوتی ہے، تو وہ بھي جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے) (ورواه أحمد، والترمذي، وابن ماجه، وصححه الألباني).

إمام النووی- رحمہ اللہ- شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: **" يَحْرُم رِوَايَة الْحَدِيث الْمَوْضُوع عَلَى مَنْ عَرَفَ كَوْنَهُ مَوْضُوعًا أَوْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ وَضْعُهُ؛ فَمَنْ رَوَى حَدِيثًا عَلِمَ أَوْ ظَنَّ وَضْعَهُ وَلَمْ يُبَيِّنْ حَالَ رِوَايَتِهِ وَضْعَهُ فَهُوَ**

دَاخِل فِي هَذَا الْوَعِيد، مُنْدَرِج فِي جُمْلَة الْكَاذِبِينَ عَلَى رَسُول اللَّه -صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، وَيَدُلّ عَلَيْهِ أَيْضًا الْحَدِيث السَّابِق: "مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ ."انتہی (جسے معلوم ہو یا اس کا غالب ظن یہ ہو کہ حدیث موضوع ہے، تو ایسے شخص کو اس حدیث کا روایت کرنا حرام ہے، چنانچہ جو شخص معلوم ہو جانے کے بعد کہ حدیث موضوع ہے اسے روایت کرتا ہے وہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کہنے کی وعید آتی ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں ہے: (مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ)

زمانہ قدیم سے محدثین کرام نے قرآن وسنت کی روشنی میں احادیث کی صحت وضعف کو پرکھنے کے لیے چند اصول وضوابط مقرر کیے ہیں، جن کا علم حاصل کرکے ایک داعی صحیح وحسن اور ضعیف وموضوع کی پہچان کر سکتا ہے.

علم مصطلح الحديث کي اهميت:

شيخنا العلامه ابن عثيمين رحمه الله **نخبة الفكر** کی شرح میں فرماتے ہیں: کتاب وسنت ہی وہ اصل ہیں جس پر ایک انسان اپنے عقیدہ کی بنیاد رکھتا هے، اور اسی پر اس کی عبادت کا دار ومدار ہے، لہٰذا اس بنیاد کی تحقیق کرنا ضروری ہے، اور جس بات کی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی جاتی ہے اس کی تاکید ضروری ہے.

فرماتے ہیں: قرآن کریم کے لیے صرف ایک چیز پر نظر رکھنے کی ضرورت: اور وہ ہے آیت سے استدلال، کیونکہ امت مسلمہ کے ہر دور میں نقل متواتر کی وجہ سے قرآن کی صحت نقل کو دیکھنے کی ضرورت نہیں.

جبکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو چیزوں پر نظر کی ضرورت: (1) کیا یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟ (2) کیا یہ حدیث اس حکم پر دلالت کرتی ہے یا نہیں؟

اسی سے علم مصطلح کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ اس علم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب بات کی تحقیق ہوتی ہے.

علم المصطلح کا حکم:

علامه ابن عثيمين رحمه الله فرماتے ہیں: **ولهذا كانت دراسة مصطلح علم الحديث فرض كفاية ، فنحن إذا درسنا نكون قد قمنا بفرض من الفروض، نثاب عليه ثواب الفرض.** اس سے معلوم ہوا کہ مصطلح الحدیث کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، یہ علم حاصل کرکے ہم فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، جس میں فرض ادا کرنے کا ثواب ہے.

تدوين السنة: (تاريخ هذاالعلم)

ابتداء میں حدیث کی کتابت سے منع کیا گیا تھا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابوسعید الخدری کی مرفوعاً روایت ہے : **(لا تكتبوا عني شيئاً غير القرآن، ومن كتب عني شيئاً غير القرآن فليمح)** (مجھ سے قرآن کے علاوہ کوئی چیز نہ لکھو، اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے اسے مٹا دے)، آپ کا یہ حکم اس لیے تھا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام قرآن کریم سے مخلوط نہ ہو جائے، کیونکہ قرآن کریم ایک کتاب میں جمع نہیں تھا، اس کے بعد حدیث کی کتابت کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے بعض مخصوص افراد کے لیے لکھنے کی اجازت دی، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: **(اكتبوا لابي شاه)** (ابوشاہ کے لیے لکھ دو)، اور ابوہریرہ کا فرمان: **(ما كان من احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثرمني حديثاً إلا ما كان من عبدالله بن عمرو فإنه**

كان يكتب ولا اكتب) (مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھنے والا کوئی شخص نہ تھا، سوائے عبداللہ بن عمرو کے جو حدیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا)

اس کے بعد حدیث کی کتابت کے جواز اور استحباب پر علماء امت کا اجماع ہو گیا، لیکن صحابہ کے دور میں یہ کتابت انفرادی حیثیت سے جاری رہی، حتی کہ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بارِ خلافت اٹھایا تو انہوں اس وقت کے امام محمد بن شہاب الزہری کو حدیث کی کتابت کا حکم دیا، اس خدشہ کے پیشِ نظر کہ عرب کے عجم سے اختلاط اور حافظہ کمزور ہونے سے کہیں کوئی حدیث ضائع نہ ہو جائے. بیشک عمر بن عبدالعزیز کا یہ حکم اللہ تعالی کے اس وعدہ کے مطابق ہے جس میں اللہ رب العزت نے شریعتِ اسلامیہ کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے: (إنا نحن الذكر و إنا له لحافظون) (بیشک ہم ہی اس وحی کو نازل کرنے والے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)، اور وحی قرآن وحدیث پر مشتمل ہے، مزید یہ بھی کہ قرآن کی حفاظت کے لیے حدیث کی حفاظت بھی ضروری ہے، کیونکہ حدیث ہی قرآن کو بیان اور اس کی شرح کرنے والی ہے.

چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم کے بعد باقاعدہ طور پر تدوینِ حدیث کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، خصوصاً دوسری صدی ہجری کے درمیان تک حدیث میں کئی مصنفات معرض وجودہ میں آتی ہیں، جیسا کہ مسند عبیداللہ بن موسی، مسند مسدد بن مسرہد البصری، مسند نعیم بن حماد الخزاعی، موطأ ابن إبي ذئب، و موطأ مالک وغیرہ ہیں.

تدوين علم المصطلح كے مراحل:

جبکہ مصطلح الحدیث جس کا علوم الآلہ میں شمار ہوتا ہے، اور جس کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنا ہے، تو یہ علم تدوین کے تین مراحل سے گذرتا ہوا ہم تک پہنچتا ہے.

المرحلة الاولى:

علم مصطلح الحدیث کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: {يا ايها الذين آمنوا إن جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا}، اور ارشادِ نبوی ہے: (من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار) (البخاري)، اور صحیح مسلم میں أبوسَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابی بن کعب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوموسی الاشعری غصہ کی حالت میں ہمارے پاس آئے اور کہا کہ میں تم سے اللہ کے نام سے طلب کرتا ہوں کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ہے: (الِاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، وَإِلَّا فَارْجِعْ) (تین مرتبہ اجازت لو اگر اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ) وہ میرے ساتھ چل کر عمر کے پاس گواہی دے، کیونکہ میں نے ان سے تین بار اجازت طلب کی، اس کے بعد چل دیا، تو انہوں نے مجھ سے لوٹ جانے کی وجہ پوچھی تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے کہا: کوئی گواہ لاؤ جو اس پر گواہی دے، ورنہ تمہاری پٹائی کرتا ہوں، چنانچہ ابوسعید نے ان ساتھ جا کر گواہی دی)

شروع میں علم مصطلح الحدیث کی تدوین کی اس قدر زیادہ ضرورت نہ تھی، لیکن جیسے جیسے زمانہ عصرِ نبوت سے دور ہوتا گیا، اور بدعات رائج ہوتی گئیں، تو اس وقت قبولِ حدیث کے قواعد وضوابط وضع کرنے کی ضرورت پیش آئی، محمد بن سیرین فرماتے ہیں:
(لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنِ الإِسْنَادِ، فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ

حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلاَ يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ) (پہلے پہل حدیث کی اسناد کے بارے نہیں پوچھا کرتے تھے، لیکن جب فتنہ (یعنی بدعات) پیدا ہوا تو (علماء حدیث) نے کہا: اپنی حدیث کے روای بتاؤ کون ہیں؟ چنانچہ اگر وہ اہل السنۃ میں سے ہوتے تو ان کی حدیث قبول کی جاتی، اور بدعتیوں میں سے ہوتے تو اس کی حدیث رد کر دی جاتی). (مقدمه صحيح مسلم)

چنانچہ ابتداء میں یہ علم علماء کی کتابوں میں بکھرا ہوا پایا گیا، جیساکہ امام شافعی (204) کی کتاب الرسالۃ اور الائم،

اور امام احمد (241) سے ان کے شاگردوں کے دریافت کردہ سوالات،

اور علی بن المدینی (234) کی کتاب "العلل"، اور یحیٰی بن معین (233) کے سوالات.

امام بخاری (256) کی تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، اور تاریخ صغیر، اور امام مسلم (261) کا مقدمہ، اور جامع الترمذی (279) کے آخر میں العلل الصغیر، اور نسائی (303) کے ابواب اور ان کی کتاب العلل.

اہل علم کا اس بات پر اختلاف ہے کہ اس علم پر سب سے پہلے مستقل کس کی تصنیف ہے؟ چنانچہ بعض نے کہا کہ وہ امام شافعی ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب الرسالۃ میں علوم حدیث کو تصنیف کیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی کی کتاب الرسالہ مصطلح الحدیث کی کتاب نہیں، بلکہ وہ اصول فقہ سے متعلقہ ہے، لیکن مصطلح الحدیث اور اصول فقہ متشابہ ہونے کی وجہ سے بعض لوگوں نے کتاب الرسالہ کو مصطلح الحدیث سے منسوب کیا ہے.

المرحلة الثانية:

مصطلح الحدیث پر اولین تصنیف قاضی ابو محمد الرامہرمزی (360) کی کتاب **المحدث الفاصل** ہے، اگرچہ انہوں نے اس میں مصطلح الحدیث کے تمام علوم جمع نہیں کیے.

اس کے بعد ابو عبداللہ الحاکم کی کتاب **معرفة علوم الحديث** (405).

اس کے بعد ابو نعیم الاصبہانی (430) ہیں جنہوں نے **معرفة علوم الحديث** پر **مستخرج** تصنیف کی.

اس کے بعد الخطیب البغدادی (463)، جنہوں نے **الكفاية** میں اسانید سے علوم الحدیث کے ضوابط بیان کیے، نیز ان کی کتاب **الجامع لاخلاق الراوي وآداب السامع** ہے، اس کے علاوہ انہوں نے حدیث کے ہر فن پر الگ سے کتاب تصنیف کی،

ابن نقطہ فرماتے ہیں: حق بات یہ ہے کہ جو لوگ خطیب بغدادی کے بعد آئے ہیں، ان سب کا دار و مدار خطیب کی کتابوں پر ہے.

المرحلة الثالثة:

تیسرے مرحلہ کا آغاز ابو عمرو ابن الصلاح الشہرزوری (643) سے ہوتا ہے، جنہوں نے **مقدمة علوم الحديث** میں مصطلح الحدیث کے 65 قسم کے علم جمع کیے، چنانچہ گذرے ہوئے تمام علماء کے کلام کو اس کتاب میں جمع کیا، اس لحاظ سے یہ کتاب بہت جامع اور مفید ہے، حتی کہ ابن الصلاح کی یہ کتاب علوم الحدیث پر تصنیف کرنے والوں کی توجہ کا مرکز بن گئی، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ابن الصلاح کی اس کتاب پر کتنے ہی زیادہ لوگوں نے کام کیا، کوئی اسے مختصر کر رہے ہیں، تو دوسرے اس کی شرح کر رہے، اور تیسرے اس کی نظم بنا رہے ہیں، انہیں میں سے امام نووی ہیں جنہوں نے اپنی دو کتابوں: **الإرشاد** اور **التقريب** میں اسے مختصر کیا، اور علامہ عراقی اور ابن حجر ہیں جنہوں نے اس پر نکت تصنیف کیے.

اس کے بعد ابن حجر (852) آتے ہیں، جنہوں نے "**نخبة الفکر**" تصنیف کیا، جس میں علوم الحدیث کے 90 سے زائد علوم کو جمع کیا، چنانچہ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود مصطلح الحدیث کے تمام علوم پر مشتمل ہے، اسی لیے **نخبة الفکر** اہل علم کی توجہ کا مرکز رہا ہے، جس پر سینکڑوں تصنیفات معرض وجود میں آئیں، خود ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی **نزهة النظر** کے نام سے مختصر شرح کی، اور **نخبة الفکر** ابن حجر کی ان کتابوں میں سے ہے جن کی ترتیب وتہذیب پر انہوں نے اطمئنان کا اظہار کیا ہے.